126208 ـ والد کے فوت ہونے کے بعد بڑے بھائی کی چھوٹے بہن بھائیوں پر مالی اور شادی کے متعلق ذمہ داری

سوال

میرے کچھ اہم سوالات ہیں برائے مہربانی اس کا علمی جواب دیں جس میں اہل علم کے اقوال اور علمی مصادر واضح طور پر بیان ہوں، کیونکہ میں نے یہ جواب ایک شیعہ شخص کو دینا ہے، مجھے علم ہے کہ میں اپنے بعض سوالات کے جوابات آپ کی اس ویب سائٹ سے حاصل کر سکتا ہوں، لیکن میں نے عمدا ایسا کیا ہے تا کہ مجھے سارے جوابات ایک ہی صفحہ پر اور اکٹھے مل جائیں اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے:

سوال نمبر 1 ۔ اگر میرے والد اور داد فوت ہو جائیں اور میری دس برس کی بہن ہو جو بالغ ہو چکی ہو اور وہ کنواری اور عاقل ہو تو کیا بھائی ہونے کے ناطے میں اس کا ولی بن سکتا ہوں اور اس کی شادی پر میں اس کا نگران رہوں گا ؟

سوال نمبر 2 ۔ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام کے دور میں ایسا کوئی واقعہ ہوا ہے کہ کسی بھائی نے اپنی بہن کی شادی کی ہو اور اس کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا ہو، تا کہ میرے سوال کا مضمون نص کے موافق ہو جائے ؟

تیسرا سوال 3 ۔ اور چھوٹی بچی کی ولایت کے لیے جو عاقل و بالغ اور کنواری اور مکلف ہو اور جس کی شادی پہلے ہو چکی ہو کی ولایت کی ترتیب کیا ہے ؟

چوتھا سوال 4 ۔ اور کیا جس لڑکی کی پہلے شادی ہو چکی ہو چاہے وہ طلاق یافتہ ہو یا بیوہ تو کیا وہ ولی کی موافقت کے بغیر خود اپنا نکاح کر سکتی ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ:

اول:

ولایت یا ولی بننا یہ ہے کہ:

کوئی بڑا اور عقل و رشد رکھنے والی شخص کسی دوسرے شخص اپنے سے کم تر کے امور کو سرانجام دے، اس میں

مالی امور بھی شامل ہیں، تو اس طرح اس کی دو قسمیں ہونگی:

پہلی قسم:

نفس اور جان پر ولایت.

دوسری قسم:

مال پر ولایت.

نفس پر ولایت میں تربیت اور پرورش کے امور، اور علاج و معالجہ اور شادی بیاہ کے امور شامل ہیں، اور اس ولایت کے اسباب میں ایک سبب انوثیت ہے یعنی عورت ہونا.

الموسوعۃ الفقھیۃ میں درج ہے:

فقھاء کے ہاں نفسی ولایت قاصر کے امور پر سلطہ اور نگرانی کہلاتی ہے، جو اس کی شخصیت اور اس کی جان کے متعلق امور ہوں مثلا اس کی شادی اور تعلیم و تربیت اور علاج معالجہ اور کام وغیرہ اس کا تقاضا ہے کہ وہ اس کے قول کو نافذ کرے چاہتے ہوئے بھی اور نہ چاہتے ہوئے بھی.

اس بنا پر فقھاء کا فیصلہ ہے کہ ولایت نفسی کے تین اسباب ہیں:

صغر سنی، اور جنون و پاگل پن ۔ اس میں کند ذہن بھی شامل ہے ۔ اور عورت ہونا " انتہی

دیکھیں: الموسوعۃ الفقھیۃ (45 / 168).

اور تعریف میں ان کا یہ قول: وہ چاہے یا نہ چاہے " شادی کرنے کی ولایت پر شامل ہونے کے ساتھ، جمہور فقھاء کے قول کا اعتبار کرتے ہوئے کہا جائیگا کہ ولی کے لیے اپنی ولایت میں رہنے والی لڑکی کو اپنی مرضی والے شخص کے ساتھ شادی کرنے پر مجبور کرنا جائز ہے، لیکن یہ قول ضعیف ہے.

دیکھیں: جواب سوال نمبر (47439).

علماء کرام نے لڑکی اور لڑکے کی ولایت میں فرق کیا ہے، جمہور فقھاء کہتے ہیں کہ لڑکی کے خاندان والوں کی اس

پر ولایت رہے گی، اور ان کے لیے لڑکی کا خیال رکھنا حتی کہ بالغ ہونے کے بعد بھی خیال کرنا واجب ہے، اور شادی کے بعد بھی.

الموسوعة الفقهية میں درج ہے:

" احناف کے جب عورت بڑی عمر کی ہو جائے اور صاحب رائے بن جائے تو اس کے باپ کی ولایت ختم ہو جاتی ہے، اس طرح وہ جہاں پسند کرے جہاں اس کو کوئی خوف و خطرہ نہ ہو رہ سکتی ہے، اور ثیبہ عورت (مطلقہ یا بیوہ) کو اپنے ساتھ اسی صورت میں رکھا جا سکتا ہے جب امن نہ ہو اور خطرہ محسوس ہو تو پھر والد یا دادا اسے اپنے ساتھ رکھے کوئی اور نہیں ، ابتدا میں یہی لکھا ہے.

اور مالکي کہتے ہیں:

عورت کے بارہ میں یہ ہے کہ اس کی پرورش اور دیکھ بھال جاری رہے گی، حتی کہ شادی تك نفسی ولایت ہو گی اور جب خاوند کے پاس چلی جائے تو یہ ولایت ختم ہو گی.

اور شافعیہ کے ہاں یہ ہے کہ:

جب بچہ بالغ ہو جائے تو اس کی ولایت ختم ہو جاتی ہے چاہے وہ لڑکی ہو یا لڑکا.

اور حنابلہ کے ہاں یہ ہے کہ:

اگر لڑکی ہو تو وہ علیحدہ نہیں رہ سکتی اور اس کے والد کو اسے منع کرنے کا حق حاصل ہے، کیونکہ ایسی حالت میں خدشہ ہے کہ اس کے پاس کوئی ایسا شخص آ جائے جو اسے غلط راہ پر لگائے اور خراب کر دے، اور اس طرح اس لڑکی اور اس کے خاندان پر عار بن جائے، اور اگر اس لڑکی کا والد نہ ہو تو اس کے ولی اور خاندان والوں کے لیے اسے منع کرنے کا حق حاصل ہے " انتہی مختصرا

دیکھیں: الموسوعة الفقهية (8 / 204 ـ 205).

اولاد کی مسئولیت و ذمہ داری ختم ہونے کے وقت میں مذاہب اربعہ کے اقوال یہی ہیں، اور علماء کرام کا تقریبا اس پر اتفاق ہی ہے کہ لڑکی پر اس کے گھر والوں کی ذمہ داری جاری رہتی ہے چاہے وہ بالغ بھی ہو جائے، اور کچھ نے اس کی شادی ہونے پر ذمہ داری ختم ہونے کا کہا ہے، کیونکہ شادی ہونے کے بعد اس کا خاوند ذمہ دار موجود

ہے، اور کچھ نے یہ شرط لگائی ہے کہ وہ امن والی جگہ میں ہو جہاں اس کو کوئی خطرہ نہ ہو.

دوم:

مذاہب اربعہ کے فقہاء اس پر متفق ہیں اور ان میں کوئی اختلاف نہیں کہ والد اور داد کی وفات کے بعد بڑا بھائی بہنوں کا ولی ہو گا، لیکن ولی کی ترتیب میں ان کا اختلاف پایا جاتا ہے اس میں اختلاف نہیں کہ اگر لڑکی کا باپ یا دادا یا بیٹا یا والد کی جانب سے وصیت کردہ شخص نہ ہو تو اس کا بڑا بھائی ہی لڑکی کا ولی ہو گا.

لڑکی کی ولایت نفسی میں لڑکی کی شادی کرنا بھی شامل ہے اور راجح یہی ہے کہ لڑکی بالغ ہونے کی صورت میں لڑکی کے ولی کے لیے اس کی اجازت کے بغیر شادی کرنا جائز نہیں، جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے.

دوسرا امر مالی ولایت کا معنی یہ ہے کہ:

قاصر شخص کے مالی امور کی نگرانی کرنا یعنی اس کے مال کی حفاظت اور معاہدے وغیرہ کرنے، اور تمام مالی معاملات طے کرنا شامل ہیں، اور یہ چھوٹے بچے اور بچی اور جو مال میں تصرف کا اہل نہیں اس کے ساتھ مخصوص ہیں مثلا مجنون اور کند ذہن.

اور اگر بہن ۔ یا بھائی ۔ مکلف ہونے کی عمر کا ہو جائے اور لڑکی مال میں حسن تصرف رکھتی ہو تو اس کا مال اس کے سپرد کر دیا جائیگا کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور یتیموں کو پرکھو حتی کہ وہ جب نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں اور تم ان میں ہوشیاری اور حسن تدبیر دیکھو تو انہیں ان کے مال سونپ دو، اور ان کے بڑے ہو جانے کے ڈر سے ان کے مال جلدی جلدی فضول خرچیوں میں تباہ مت کرو، مال داروں کو چاہیے کہ (ان کے مال سے) بچتے رہیں، ہاں مسکین و محتاج ہو تو دستور کے مطابق واجبی طور سے کھا لے، پھر جب انہیں ان کے مال سونپو تو گواہ بنا لو، در اصل حساب لینے والا اللہ تعالی ہی کافی ہے النساء (6).

بھائی کے لیے بہن کے مال میں سے اس کی رضامندی کے بغیر کچھ بھی لینا جائز نہیں ہے.

ان اموال اور نفس پر ولی اور نگران بننے والے شخص میں عقل و بلوغت کی شرط ہونا ضروری ہے، اس لیے کسی بچے اور مجنون کے لیے ولایت نہیں ہو گی یعنی وہ ولی نہیں بن سکتا.

یہاں تنبیہ کے لیے ایک گزارش ہے کہ:

نفسی ولایت باپ سے دادا کی طرف اور پھر بھائی کی طرف منتقل ہوتی ہے، لیکن مالی ولایت میں اولاء کی ترتیب میں اختلاف کا کوئی تعلق نہیں:

احناف کے ہاں باپ اور پھر اس نے جس کی وصیت کی ہو اور پھر دادا اور پھر اس نے جس کی وصیت کی ہو اور پھر قاضی اور اس نے جس کی وصیت کی ہو ولی ہو گا.

اور مالکیہ اور حنابلہ کے ہاں باپ اور پھر اس کی جانب سے وصیت کردہ شخص اور پھر قاضی یا اس کا قائم مقام شخص ولی بنےگا.

اور شافعی حضرات کے ہاں باپ اور پھر دادا پھر ان میں باقی رہنے والے کی جانب سے وصیت کردہ شخص پھر قاضی یا اس کا قائم مقام شخص ولی بنےگا.

چوتھا قول:

مالی ولایت باپ اور دادا کے بعد ماں کے لیے ہو گی اور پھر اس کے بعد اقرب ترین عصبہ نفس کے ساتھ، امام احمد سے ایک روایت اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا اختیار یہی ہے، اور ابن عثیمین رحمہ اللہ نے اس کو راجح قرار دیا ہے.

دیکھیں: الانصاف (5 / 324).

شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" چنانچہ مؤلف یعنی شیخ موسی الحجاوی کہتے ہیں: دادا ولی نہیں، اور بڑا بھائی ولی نہیں، اور چچا ولی نہیں، اور ماں ولی نہیں، لہذا اگر والد کی جانب سے کوئی وصیت کردہ شخص نہ ہو تو یہ ولایت سیدھی حاکم کی طرف منتقل ہو جائیگی، بلاشک یہ محل نظر ہے؛ کیونکہ بچوں کا لوگوں میں سب سے قریبی دادا یا بڑا بھائی یا ان کا چچا ہے.

اور اس مسئلہ میں دوسرا قول یہ ہے کہ:

ولایت اس کو ملے گی جو لوگوں میں اس کا سب سے قریبی ہے، چاہے وہ ماں ہی ہو لیکن شرط یہ ہے کہ وہ

عقلمند و ہوشيار ہو كيونكہ اس چھوٹے بچے كى ديكھ بھال مقصود ہے، اور مجنون و پاگل اور كندذہن كى ديكھ بھال كرنى ہے، لہذا جب اس كے قريبى رشتہ داروں ميں كوئى اس كى ديكھ بھال كرنے والا ہو تو وہ دوسروں سے زيادہ حقدار ہے، اور ۔ ان شاء اللہ حق بھى يہى ہے.

اس بنا دادا يا باپ اپنے بيٹے كى اولاد كا ولى ہو گا، اور سگا بھائى اپنے چھوٹے بھائى كا ولى ہو گا، اور اگر عصبہ موجود نہيں تو ماں اپنے بيٹے كى ولى ہو گى، جى ہاں اگر فرض كيا جائے كہ اس كے رشتہ داروں ميں شفقت اور محبت اور نرمى و مہربانى نہيں تو اس وقت ہم حكمران كے پاس جائينگے تا كہ جو حقدار ہے اسے ولى بنايا جائے.

ديكھيں: الشرح الممتع على زاد المستقنع (9 / 305 ـ 306) مختصرا.

سوم:

رہا مسئلہ كہ كسى صحابى نے اپنى بہن كا نكاح كيا تھا تو اس كے متعلق گزارش ہے كہ:

ثابت ہے كہ معقل بن يسار رضى اللہ عنہ نے اپنى بہن كى شادى كى اور اس كے خاوند نے اسے طلاق دے دى اور اس سے عدت ميں رجوع نہ كيا اور پھر عدت گزرنے كے بعد دوبارہ اس كے بھائى كے پاس آ كر اس سے شادى كرنے كى درخواست كى تو معقل رضى اللہ تعالى عنہ نے انكار كر ديا چنانچہ اللہ تعالى نے اس ميں درج ذيل آيت نازل فرمائى:

اور جب تم تم اپنى بيويوں كو طلاق دو اور وہ اپنى عدت پورى كر ليں تو انہيں ان كے خاوندوں سے نكاح كرنے سے نہ روكو جب كہ وہ آپس ميں دستور كے مطابق رضامند ہوں، انہيں يہ نصيحت كى جاتى ہے جنہيں تم ميں سے اللہ پر اور قيامت كے دن پر يقين و ايمان ہو، اس ميں تمہارى بہترين صفائى اور پاكيزگى ہے اللہ تعالى جانتا ہے اور تم نہيں جانتے البقرۃ (232).

حسن بيان كرتے ہيں مجھے معقل بن يسار نے بتايا كہ ان كے متعلق يہ آيت نازل ہوئى، وہ بيان كرتے ہيں كہ ميں نے اپنى بہن كى شادى ايك شخص سے كر دى تو اس نے اسے طلاق دے دى اور جب اس كى عدت گزر گئى تو وہ شخص ميرے پاس آيا اور دوبارہ نكاح كرنے كا كہا تو ميں نے اسے كہا:

ميں نے تيرے ساتھ اس كى شادى كى تھى، اور اسے تيرے ماتحت كيا تھا، اور تيرى عزت كى ليكن تو نے اس كو طلاق دے دى اور اب پھر اس سے نكاح كرنا چاہتے ہو ؟! اللہ كى قسم وہ اب تيرى بيوى كبھى نہيں بن سكتى، اور اس شخص ميں كوئى حرج نہيں تھا، اور عورت بھى اس كے ساتھ دوبارہ نكاح كرنا چاہتى تھى تو اللہ تعالى نے يہ آيت نازل فرمائى:

اور جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت پوری کر لیں تو انہیں ان کے خاوندوں سے نکاح کرنے سے نہ روکو جب کہ وہ آپس میں دستور کے مطابق رضامند ہوں، انہیں یہ نصیحت کی جاتی ہے جنہیں تم میں سے اللہ پر اور قیامت کے دن پر یقین و ایمان ہو، اس میں تمہاری بہترین صفائی اور پاکیزگی ہے اللہ تعالی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے البقرۃ (232).

تو میں نے کہا: اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اب میں اس کی شادی کرتا ہو، وہ بیان کرتے ہیں تو انہوں نے اپنی بہن کی شادی اس شخص سے کر دی "

صحیح بخاری حدیث نمبر (4837).

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

ولی معتبر ہونے میں یہ سب سے صریح دلیل ہے، وگرنہ اسے روکنے کا کوئی معنی نہیں بنتا، اور اگر اس کو اپنی شادی خود کرنے کا حق حاصل ہوتا تو وہ اپنے بھائی کی محتاج نہ ہوتی اور جس کا معاملہ اس کی جانب ہو اس کے بارہ میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کسی دوسرے نے اسے اس کام سے منع کر دیا ہے، اور ابن منذر نے ذکر کیا ہے کہ صحابہ کرام میں سے کسی سے بھی اس کی مخالفت ثابت نہیں.

دیکھیں: فتح الباری (9 / 187).

چہارم:

عورت کے لیے اپنی شادی خود کرنا جائز نہیں، بلکہ اس کی شادی کے لیے ولی کا ہونا ضروری ہے، وگرنہ اس کا عقد نکاح باطل ہو گا، جمہور علماء کا مسلك یہی ہے، بلکہ اس مسئلہ میں صحابہ کرام کے مابین کوئی اختلاف نہیں، ولی کی شرط کے متعلق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی کلام اوپر بیان ہو چکی ہے.

مزید آپ سوال نمبر (20213) اور (7193) اور (7989) کے جوابات کا مطالعہ کریں.

اور سوال نمبر (2127) کے جواب میں شادی میں ولی کی اہمیت کے متعلق اہم معلومات بیان ہوئی ہیں آپ اس کا مطالعہ ضرور کریں.

واللہ اعلم .